**Al-Kashaf: Research Journal for Social Sciences (Miscellaneous)**
**Volume: 03, No: 02. July – September 2023**
**ISSN: 2790 – 8798; E-ISSN: 2790 – 8801**

# مکالمہ اور نوجوان: قرآنی مکالمات سے ماخوذ راہنما اصول

# Dialogue and Youth: Guiding Principles Deducted form the Quranic Dialogues

*Liaqat Mahmood* [*] *Saqib Gulzar* [**] *Dr. Aurangzeb*
[*] PhD Scholar Institute, of Islamic Studies and Sharia, Muslim Youth University, Islamabad, Pakistan.
[**] PhD Scholar, Institute of Islamic Studies and Sharia, Muslim Youth University, Islamabad, Pakistan.
[***] Head / Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Bahria University, Karachi Campus.

**KEYWORDS**

*Dialogue*
*Method*
*Preaching*
*Ethics*
*Disagreement*

**ABSTRACT**

Discussing with each other is a human nature. A man discuses with each other his problems which is he facing in his life. This discussion sometimes logical and rational and sometime illogical and irrational, sometime it becomes soft in behavior and some time it becomes rude. This discussion some time is for teaching and learning process and some time it is between family members and friends only. The Quran is the Holy Message of God which has many subjects which are being woven beautifully. When we recite the Holy Quran we feel that some time it gives orders, sometime describes the stories of previous era, and sometimes it discusses the life of mankind with his past, present and future in the shape of dialogue. Whatever the matter is, at the end it solves with discussion. We know that this world is full of various religions and variety of theologies and their followers are some time being hatred and reason to wars. So it is important that we should discuss with each other to keep this world healthy and prosperous. In coming few lines discuss some Quranic Dialogues and will see how important is discussion among the people and how it is easy to reach at fruit results through conversation.

## تعارف

ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت کرنا انسانی فطرت میں شامل ہے۔ ہماری یہ بات چیت بعض اوقات منطقی اور مرتب جبکہ بعض اوقات غیر منطقی اور غیر مرتب ہوتی ہے اور کبھی دوران بات چیت ہمارے رویے نرم اور کبھی سخت ہو جاتے ہیں؛ لیکن اس ساری کیفیات کے باوجود ہم اپنے خیالات اور نظریات ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو کیے بغیر اور بات چیت کیے بغیر ایک دوسرے تک نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالی نے انسان کو بات چیت اور گفتگو کی جس نعمت سے نوازا ہے وہ اس کا استعمال تو اپنی پیدائش کے ساتھ ہی شروع کر لیتا ہے لیکن یہ اپنے انداز تکلم میں مدلل اور مدقق، عقل و شعور میں پختگی کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالی کے پیغام اور احکام انتہائی خوبصورتی سے بیان کیے گیے ہیں، جب ہم تلاوت کرتے ہیں تو ہم محسوس کرتے ہیں کہ قرآن پاک میں بعض اوقات احکامات بیان ہو رہے ہوتے ہیں، اور بعض اوقات گزشتہ اقوام کے قصے۔ بعض اوقات نسل انسانی کا حال، ماضی اور مستقبل متاثر کن انداز میں بیان ہو رہا ہوتا ہے اور بعض اوقات نظری و فکری مخالفین اور متحارب جماعتوں کے درمیان بات چیت کو ایک منظم انداز میں بیان کیا جا رہا ہوتا ہے؛ یہی وہ اہم نکتہ ہے جو ہمارے لیے بین المذاہب ہم آہنگی کے لیے مکالمہ کا خوبصورت راستہ ہموار کرتا ہے۔

*Corresponding Author: Saqib Gulzar
Email Address: saqnijee1234@yahoo.com

ہم جانتے ہیں کہ نوجوان کسی بھی، خاندان، برادری، قوم اور معاشرہ میں ریڑھ کی ہڈی کی سی حیثیت رکھتے ہیں جو ہر شعبہ ہائے زندگی میں ہراول دستہ کا کردار ادا کرتے ہیں، ایسے میں بین المذاہب مکالمہ میں ان کا کردار اور پائیدار تعاون ناہو ایسا ممکن ہی نہیں۔اس لیے یہ از بس ضروری ہے کہ ہم اپنے نوجوانوں کے لیے ایک راہ عمل دیں اور قرآن وسنت کی روشنی میں ان کو اقوام عالم اور مذاہب دنیا کے لیے مینارہ نور بنادیں۔ قرآن مجید نے بے شمار ایسے مکالمے ذکر فرمائے ہیں جو ہم خیال نوجوانوں کے مابین اور مختلف نکتہ نظر رکھنے والے نوجوانوں کے مابین ہوئے ہیں۔اس مقالہ میں ہم ان میں سے چند کا ذکر کریں گے اور ان کی روشنی میں دیکھیں گے کہ بین المذاہب مکالمہ میں نوجوانوں کے تعاون اور کردار کو کیسے مؤثر بنایا جاسکتا ہے۔

## مکالمہ کی تعریف

مکالمہ کی اصطلاح جو اردو میں مستعمل ہے عربی زبان کے لفظ کلام سے ماخوذ ہے جو 'بامعنی گفتگو' کے مترادف ہے۔اگرچہ یہ عربی زبان کا ہی لفظ ہے مگر عربی میں اس کا مترادف حوار ہے۔ لفظ حوار، حا، واؤ اور را سے ماخوذ ہے اور یہ کئی ایک معانی پر استدلال کرتا ہے مثلا: لسان العرب میں ہے کہ الحَوْرُ: الرجوع عن الشيء وإلى الشيء، کسی چیز کی طرف سے یا کسی چیز کی طرف لوٹنا، والحَوْرُ: النقصان بعد الزيادة لأنه رجوع من حال إلى حال، زیادہ کے بعد نقصان کی طرف رجوع کے ہیں کیونکہ اس میں ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف لوٹنا ہے، والحَوْرُ: ما تحت الكَوْرِ من العمامة، لأنه رجوع عن تكويرها، عمامہ کے بل جو ایک چکر میں رجوع کرتے ہیں والمُحاوَرَة: المجاوبة، جواب والتَّحاوُرُ: التجاوب، رد عمل۔(ابن منظور، ج216/4)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے: ﴿إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ﴾ (انشقاق:14) أي: كان يعتقد أنه لا يرجع إلى الله (ابن کثیر: 358/8) .یعنی انہیں یقین رہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں رجوع کریں گے۔

اور اسی طرح سے حدیث رسول ﷺ میں ہے:" عَنْ أَبِي ذَرٍّ- رضي الله عنه - أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ . صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . يَقُولُ: لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَيَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ، وَمَنِ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا، وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ، أَوقَالَ: عَدُواللهِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِلَّا حَارَعَلَيْهِ"۔(نیشاپوری، 72/1)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے بھی جانتے ہوئے اپنے باپ کے سوا کسی اور کو اپنا باپ ہونے کا دعوی کیا تو اس نے کفر کیا، جس شخص نے کسی ایسی شے کا دعوی کیا جو اس کے پاس نہیں ہے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے بعینہ جس کسی نے کسی دوسرے شخص کو کافر کہہ کر پکارا، یا یہ کہا کہ: او! اللہ کے دشمن۔اور وہ شخص حقیقت میں ایسا نہیں ہے تو اس کا یہ کہنا اس کی طرف لوٹ آتا ہے"۔

المختصر: مکالمہ کا مترادف، عربی لغت میں حوار ہے اور یہ رجوع کرنا اور جواب دینا کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

اصطلاحی اعتبار: مکالمہ کی چند متنوع تعریفات درج ذیل ہیں:

"نوع من الحديث بين شخصين، يتم فيه تداول الكلام بينهما بطريقة ما، فلا يستأثر به أحدهما دون الآخر، ويغلب عليه الهدوء والبعد عن الخصومة والتعصب"(دیماس:11). ترجمہ: مکالمہ دو اشخاص کے درمیان گفتگو کی قسم کا نام ہے جس میں

کسی بھی طریقے سے دونوں ایک دوسرے سے متاثر ہوئے بغیر بات چیت کا تبادلہ کرتے ہیں اور اس بات چیت میں دونوں کے مابین رہنمائی کا عنصر غالب ہوتا ہے اور وہ تعصب سے دور ہوتے ہیں۔

"هومناقشة بين شخصين أومجموعتين أوأشخاص أومجموعات بقصد تصحيح الكلام، وإظهار حجة، و إثبات حق، ودفع شبهة، وردّ الفاسد من القول والرأي".(ابن حمید، 212) ترجمہ: یہ دو یا دو سے زیادہ اشخاص کے درمیان بات چیت کا نام ہے جس کا مقصد تصحیح، اظہار حجت، حقیقت کی وضاحت اور شبہات کا رد کرنا ہوتا ہے۔

"هوأن يتناول الحديث طرفان أو أكثرعن طريق السؤال والجواب، بشرط وحدة الموضوع أوالهدف، فيتبادلان النقاش حول أمر معين، وقد يصلان إلى نتيجة، وقد لا يقنع أحدهما الآخر، ولكن السامع يأخذ العبرة ويُكَوِّنُ لنفسه موقفا." (النحلاوی، 206) ترجمہ: دو یا دو سے زیادہ لوگون کے درمیان سوالا جوابا، وحدت الموضوع یا ہدف کے ساتھ گفتگو ہوتی ہے جس کا مقصد مخصوص نتیجہ تک پہنچنا ہوتا ہے۔۔۔۔ بعض اوقات اس باہمی گفتگو سے نتیجہ حاصل ہو جاتا ہے اور بعض اوقات وہ دونوں گروہ یا اشخاص تو کسی نتیجے پر نہیں پہنچ پاتے لیکن سامعین اس قابل ہو جاتے ہیں کہ وہ کوئی سبق یا مؤقف خود سے قائم کر لیں۔

انگریزی زبان میں مکالمہ کا مترادف Dialogue ہے اور یہ یونانی دو الفاظ Dia اور logos کا مجموعہ ہے۔ جن کے معانی بالترتیب through اور reason یا speech کے ہیں۔ جس سے مراد دو اشخاص کے درمیان زبانی تبادلہ خیال ہے اور اس کا متضاد monologue کے ہیں جس کا معنی خود کلامی کے ہیں۔

المختصر: مکالمہ دو یا دو سے زیادہ افراد کے درمیان محدد موضوع پر حصول نتیجہ کے لیے بامقصد بالواسطہ یا بلاواسطہ گفتگو کا نام ہے۔

مکالمہ کے ارکان وشرائط: لغوی اور اصطلاحی بحث کے بعد، مکالمہ کے لیے جو ضروری ارکان وشرائط ہو سکتی ہیں:

1۔ طرفین: ایک محاوِر اور دوسرا محاوَر ہو گا۔

2۔ موضوع: جس پر طرفین گفتگو کریں گے۔

3۔ اسلوب: طریقہ کار جو اپنایا جائے گا،

مثلا: زبانی بات چیت سے، لکھ کر (chat) وغیرہ، بالواسطہ یا بلاواسطہ اور اشارہ سے کلام/بات چیت کے زریعے سے ہو گا۔

4۔ ہدف: غرض وغایت جس پر مکالمہ ہو گا۔

5۔ نتیجہ: جو اس مخصوص گفتگو سے حاصل ہو گا۔

## نوجوان اور ان کی اہمیت

نوجوان کا مترادف شباب ہے اور یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس میں پہل کا تصور پایا جاتا ہے؛ولَقِيتُ فُلَانًا فِي شَبابِ النَّهَارِ أَي فِي أَوَّله میں نے فلاں سے ابتدائے صبح ملاقات کی،اس میں تکمیل کا تصور بھی پایا جاتا ہے؛الشَّبَبُ المُسِنُّ مِنْ ثِيرانِ الوحشِ، الَّذِي انْتَهَى أَسنانه یعنی وہ

جانور جس کے دانت مکمل ہو چکے ہوں۔ اس وجہ سے کہا گیا کہ: هُوَ الَّذِي انْتَهَى تمامُه وذكاؤه، یعنی جسکی فہم و فراست مکمل ہو چکی ہو، اس میں اشتعال کا معنی بھی پایا جاتا ہے جیسا کہ کہا گیا وشَبَّ النارَ والحَرْبَ: أَي أَوقَدَها یعنی جب آگ بھڑک اٹھے یا جنگ شروع ہو جائے، ورجلٌ مَشْبُوبٌ إذا كانَ ذَكِيَّ الفؤَادِ، یعنی جوان مرد وہ ہے جس میں عقل و دانش آ جائے۔ (افریقی: 481/1)

گویا ایک نوجوان عقل و ذکاء کے اعتبار سے مکمل ہوتا ہے اور اس میں کسی بھی کام کو سب سے پہلے کرنے کا تصور پایا جاتا ہے۔ نوجوان کسی بھی قوم کا ایک قیمتی اثاثہ ہوتے ہیں اور قومیں ان کی ہی وجہ سے ترقی کی منازل طے کرتی ہیں۔ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالی نے نیک نوجوانوں کی تعریف فرمائی ہے جیسا کہ سورۃ الکہف میں نوجوانوں کی شخصیت کا تذکرہ فرمایا گیا: ﴿إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا﴾ (الکہف: 10)

"جب وہ جوان غار میں جا رہے تو کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر اپنے ہاں سے رحمت نازل فرما۔ اور ہمارے کام درستی (کے سامان) مہیا کر"۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ بھی نوجونوں کو اہمیت دیتے تھے وہ عظیم شخصیات جو نگاہ نبوت میں منتخب ہوئیں اور جن کو اہم مناصب بھی عطا کیے گیے ان میں: حضرت علی، عبداللہ ابن مسعود اور معاذ ابن جبل رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین شامل ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے تربیت کرتے ہوئے فرمایا:
عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَا تَزُولُ قَدَمُ ابْنِ آدَمَ مِنْ بَيْنَ يَدَيْ رَبِّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ خِصَالٍ: عَنْ شَبَابِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ، وَعُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ، وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَا أَنْفَقَهُ، وَمَاذَا عَمِلَ فِيمَا عَلِمَ "(*بیہقی 278/3*)۔ یعنی جوانی کے متعلق براہ راست سوال ہو گا اور باقی کے چار سوال بھی بالواسطہ جوانی سے ہی متعلق ہیں: عمر، مال کا کمانا اور خرچ کرنا اور علم کا حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں کو مخاطب کر کے فرمایا: «يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ البَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ» (بخاری: 7/3) ترجمہ: اے نوجوانو! تم میں سے جو استطاعت رکھتا ہے پس چاہیے کو وہ نکاح کرے اور جو نکاح کی استطاعت نہیں رکھتا وہ روزہ رکھے۔

## بین المذاہب ہم آہنگی میں مکالمہ کا کردار

یہ دنیا ایک گلوبل ویلج کے طور پر دور حاضر میں متعارف ہوئی ہے اور اس دنیا میں کئی ایک مذاہب موجود ہیں جن میں کچھ الہامی: اہل الکتاب اور کچھ غیر الہامی: سکھ، ہندو اور مجوسی وغیرہ۔ ہر مذہب کے اپنے اصول وضوابط ہوتے ہیں اور وہ ان کے تحت ہی اپنے پیروکاروں کی اصلاح کرتے ہیں۔ دنیا کے ان مذاہب کے مابین ہم آہنگی کی بات ہوتی رہتی ہے لیکن جو طریقہ کار اسلام نے وضع کیا ہے اس کا اگر مطالعہ کر لیا جائے تو اس مقصد میں کافی حد تک کامیابی ہو سکتی ہے۔ جس کی بڑی مثالیں ہمیں سیرت النبی ﷺ سے ہی مل جاتی ہیں، مثلا: میثاق مدینہ، یمن کے عیسائیوں کے ساتھ ﴿تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ (آل عمران: 64) کا زریں اصول، صلح حدیبیہ اور رسول اللہ ﷺ کو وہ تمام خطوط جو مختلف حکام اور قبائلی سرداروں کو لکھے گئے۔ یہ تمام اس بات کا بین ثبوت ہے کہ مکالمے ہوتے رہنے چاہیے تاکہ یہ دنیا امن کا گہوارہ بن سکے۔

بین المذاہب ہم آہنگی میں اہل اسلام کا کردار

بین المذاہب ہم آہنگی کے لیے leading role تو اہل اسلام کو ہی ادا کرنا ہے کیونکہ اب تاقیام قیامت کوئی اور وحی نازل ہونے والی نہیں ہے اور ناہی کوئی اور پیغمبر تشریف لائیں گے۔اس دنیا کے مسائل کے حل کے لیے لاریب کتاب بشکل ہدایت بھی مسلمانوں کے پاس موجود ہے جو رطب و یابس کے تمام علوم سے مزین ہے اور باقی مذاہب جو اپنے اختلاف میں پڑے ہیں ان کو بھی دعوت حق دے رہی ہے۔اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ وَإِنَّهُ لَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ﴾ (النمل: 75-79)

"اور آسمانوں اور زمین میں کوئی پوشیدہ چیز نہیں ہے مگر (وہ) کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے۔بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے اکثر باتیں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں، بیان کر دیتا ہے۔اور بے شک یہ مومنوں کے لئے ہدایات اور رحمت ہے۔تمہارا پروردگار (قیامت کے روز) اُن میں اپنے حکم سے فیصلہ کر دے گا اور وہ غالب (اور) علم والا ہے۔تو خدا پر بھروسہ رکھو تم تو حق صریح پر ہو"۔

بین المذاہب مکالمہ کے بنیادی اصول

بنیادی اصول جو بین المذاہب مکالمہ میں ایک مسلمان کو اپنانے ہوں گے اس کی طرف قرآن حکیم راہنمائی فرماتا ہے:۔

دعوت توحید اور اعمال صالحہ: نوجوان متکلم کو مکالمہ کے کسی بھی مرحلہ میں دامن توحید سے گہری وابستگی ہو گی۔جیسے اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ (فصلت:33)

"اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں"

تیقن اور بصیرت: بامقصد گفتگو تو وہی کر سکے گا جس کو اپنے اور مد مقابل کی علمی حیثیت سے واقفیت ہو گی، جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (یوسف:108)

"کہہ دو میرا رستہ تو یہ ہے میں خدا کی طرف بلاتا ہوں (از روئے یقین و برہان) سمجھ بوجھ کر میں بھی (لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہوں) اور میرے پیرو بھی۔اور خدا پاک ہے۔اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں"

امر بالمعروف و نھی عن المنکر: بنیادی مقصد ہی معاشرتی ہم آہنگی ہے تو یہ تبھی حاصل ہو گی جب خیر اور شر کی حدود و قیود طے ہوں گی اور پھر ان مقاصد کے حصول کے لیے مکالمہ کیا جائے گا، اور اس کے لیے قرآن مجید نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (آل عمران:104)

"اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں "

ابھی ہم ذیل میں چند نوجوانوں کے قرآن مجید میں مذکور مکالموں کا تذکرہ کرتے ہیں اور پھر دیکھیں گے کہ باہم بات چیت اور مکالمہ سے کیسے عقدے کھلتے ہیں اور منازل طے ہوتی ہیں اور نوجوانوں کا کردار واخلاق بین المذاہب ہم آہنگی اور بھائی چارے میں کس طرح کو ہونا چاہیے۔

یوسف علیہ السلام کے مکالمہ

سورۃ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کا کردار بہت اہم ہے۔آپ علیہ السلام کے اپنے والد محترم حضرت یعقوب علیہ السلام، بھائیوں، جیل کے ساتھیوں، عزیز مصر اور دیگر کے ساتھ ہونے والے مکالموں میں کئی ایک دروس پنہا ہیں اور ان تمام کو بیان کرنے میں بہت وقت درکار ہے۔ خاص طور پر کردار یوسف علیہ السلام بڑے احسن انداز میں پیش کیا گیا اور اس پورے قصے کو اللہ تعالی نے احسن القصص بھی فرمایا ہے، ارشاد باری تعالی ہے:﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ﴾ (یوسف،3)

رسول اللہ ﷺ نے یوسف علیہ السلام کو کریم کے لقب سے ملقب فرمایا جیسا کہ حدیث میں آتا ہے: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «الكَرِيمُ، ابْنُ الكَرِيمِ، ابْنِ الكَرِيمِ، ابْنِ الكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ»(بخاری،4/151) عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم، یوسف بن یعقوب بن بن اسحاق بن ابرھیم علیھم السلام۔

یوسف علیہ السلام کا اپنے بھائیوں کے ساتھ مکالمہ: باہم تعلقات میں مثبت رویہ رکھنا چاہیے اس سے عزت و مرتبہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ سورہ یوسف میں ایک طرف کردار برادران یوسف ہے اور دوسری طرف کردار یوسف علیہ السلام۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے: بھائی ایک منصوبہ بناتے ہیں کہ: ﴿اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ﴾ (یوسف،9)

"تو یوسف کو (یا تو جان سے) مار ڈالو یا کسی ملک میں پھینک آؤ۔ پھر ابا کی توجہ صرف تمہاری طرف ہو جائے گی۔ اور اس کے بعد تم اچھی حالت میں ہو جاؤ گے"

پھر اس کے بعد ایک طویل سفر ہے اور یوسف علیہ السلام عزیز مصر بنتے ہیں اور وہی بھائی سامنے کھڑے ہیں، نادم ہوتے ہوئے کہتے ہیں :﴿قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَإِنْ كُنَّا لَخَاطِئِينَ﴾ (یوسف،91)

"وہ بولے خدا کی قسم خدا نے تم کو ہم پر فضیلت بخشی ہے اور بے شک ہم خطاکار تھے"

تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا:﴿لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ﴾ (یوسف،92)

"(یوسف نے) کہا کہ آج کے دن سے تم پر کچھ عتاب (وملامت) نہیں ہے۔ خدا تم کو معاف کرے۔ اور وہ بہت رحم کرنے والا ہے"۔

مکالمہ کے ارکان

طرف اول: برداران یوسف علیہ السلام۔

طرف ثانی: یوسف علیہ السلام

اسلوب مکالمہ: براہ راست اور بلا واسطہ

موضوع: یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کی ملاقات

ہدف: باہمی ہم آہنگی

نتیجہ: معافی۔ فرمایا: ﴿لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ﴾۔

ماحاصل المکالمہ: کوئی بھی بات دل میں نہیں رکھنی چاہیے وہ بلاوجہ حسد کا سبب بنتی ہے، اگرچہ سامنے اپنے بھائی ہی کیوں نا ہو۔ بڑی سے بڑی غلطی بھی ہونے کی صورت میں مکالمہ ہی ہوگا اور بات چیت سے ہی حل نکلے گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کے ساتھ زیادتی کی انتہا کر دی جبکہ دوسری طرف حضرت یوسف علیہ السلام کا نرم رویہ ان کو بام عروج پر لے جاتا ہے اور پھر بھائی سامنے کھڑے ہیں اور کمال فراخدلی سے انہیں معاف کر دیتے ہیں اور مغفرت کی دعا بھی فرماتے ہیں حتیٰ کہ جب والد گرامی سے ملاقات ہوتی تو ان کو اپنی روداد سناتے ہوئے؛ جب بھائیوں کی اس خطا کا تذکرہ فرماتے ہیں تو اس کو بھائیوں کی طرف لوٹانے کی بجائے شیطن کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ أَنْ نَزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ ﴾ (یوسف،100)

"کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں فساد ڈال دیا تھا"۔

اس مکالمہ کے اہم نکات: ہم آہنگی کے لیے لازم ہے کہ نوجوان چاہے ایک مذہب کے پیروکار ہوں یا مخالف نظریات کے حامل انہیں چاہیے کہ کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت کریں، گفتگو کریں تا کہ آپس میں نزاع اور دشمنی پیدا نہ ہو جو اس دنیا میں فساد کا سبب بن جائے۔ جس سے معاشرہ زبوں حالی کا شکار ہو جائے۔

یوسف علیہ السلام کا عزیز مصر کے ساتھ مکالمہ: یوسف علیہ السلام جب ناکردہ جرم کی پاداش میں عقوبت خانہ میں تشریف لائے تو آپ کے ساتھ دو نوجوان بھی داخل زندان ہوئے۔ ان دونوں نوجوانوں نے اپنے اپنے خواب کی تعبیر چاہی جو آپ علیہ السلام نے ان سے بیان فرمائی۔ ان کی تعبیر کے مطابق جب ایک کو سزائے موت اور دوسرا واپس اپنے منصب پر کام کرنے لگا اور شیطان نے اس کا وہ وعدہ جو اس نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کیا تھا بھلا دیا۔ ایک طویل عرصے کے بعد جب عزیز مصر نے خواب دیکھا اور اس نے تعبیر معلوم کرنا چاہی تو اس نوجوان کو حضرت یوسف علیہ السلام سے کیا ہوا وعدہ یاد آیا کہ میری ناکردہ گناہ کی سزا کا تذکرہ کرنا۔ تو وہی نوجوان آپ علیہ السلام سے عزیز مصر کے خواب کی تعبیر پوچھنے کے لیے جیل خانہ میں پہنچا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے تعبیر بیان فرمائی تو عزیز مصر نے آپ سے ملاقات کا ارادہ کیا اس دوران جو مکالمہ ہوا اس کا تذکرہ یہاں کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُنَّ يُوسُفَ عَنْ نَفْسِهِ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ الْآنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ أَنَا رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ذَلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ ﴾ (یوسف،50-55)

"بادشاہ نے حکم دیا کہ یوسف کو میرے پاس لے آؤ۔ جب قاصد ان کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ اپنے آقا کے پاس واپس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے۔ بے شک میرا پروردگار ان کے مکروں سے خوب واقف ہے۔ بادشاہ نے عورتوں

سے پوچھا کہ بھلا اس وقت کیا ہوا تھا جب تم نے یوسف کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا۔ سب بول اٹھیں کہ حاش للہ ہم نے اس میں کوئی برائی معلوم نہیں کی۔ عزیز کی عورت نے کہا اب سچی بات تو ظاہر ہو ہی گئی ہے۔ (اصل یہ ہے کہ) میں نے اس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا اور بے شک وہ سچا ہے۔ (یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میں نے) یہ بات اس لیے (پوچھی ہے) کہ عزیز کو یقین ہو جائے کہ میں نے اس کی پیٹھ پیچھے اس کی (امانت میں خیانت نہیں کی) اور خدا خیانت کرنے والوں کے مکروں کو روبراہ نہیں کرتا۔ اور میں اپنے تئیں پاک صاف نہیں کہتا کیونکہ نفس امارہ (انسان کو) برائی سکھاتا رہتا ہے۔ مگر یہ کہ میرا پروردگار رحم کرے گا۔ بے شک میرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے میرے پاس لاؤ میں اسے اپنا مصاحب خاص بناؤں گا۔ پھر جب ان سے گفتگو کی تو کہا کہ آج سے تم ہمارے ہاں صاحب منزلت اور صاحبِ اعتبار ہو۔ (یوسف علیہ السلام نے) کہا مجھے اس ملک کے خزانوں پر مقرر کر دیجیئے کیونکہ میں حفاظت بھی کر سکتا ہوں اور اس کام سے واقف ہوں"۔

مکالمہ کے ارکان:

| | |
|---|---|
| طرف اول: | عزیز مصر، پیغام رساں نوجوان، مصری عورتیں اور عزیز مصر کی بیوی |
| طرف ثانی: | حضرت یوسف علیہ السلام |
| موضوع: | عزیز مصر کے خواب کی تعبیر |
| اسلوب: | بالواسطہ اور بلاواسطہ |
| ہدف: | قحط مصر کی تیاری |
| نتیجہ: | حضرت یوسف علیہ السلام کی قید کا خاتمہ اور امور مملکت میں قبول منصب۔ |

﴿وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ﴾ (یوسف، 56-57)

"اس طرح ہم نے یوسف کو ملک (مصر) میں جگہ دی اور وہ اس ملک میں جہاں چاہتے تھے رہتے تھے۔ ہم اپنی رحمت جس پر چاہتے ہیں کرتے ہیں اور نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے اور جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے رہے ان کے لیے آخرت کا اجر بہت بہتر ہے"۔

ماحاصل المکالمہ: مصر ایک زرعی ملک ہے اور اس کا بادشاہ اپنی عوام کے لیے قحط کے زمانے میں آسانیاں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اس کے خواب کی تعبیر اسکی اپنی رعایا میں سے کوئی بھی معبر بیان نا کر پایا تو حضرت یوسف علیہ اسلام نے تعبیر پیش فرمائی جس سے حضرت یوسف علیہ السلام کے علم کی فضیلت ثابت تو ہو گئی لیکن آپ علیہ السلام کی ذات پر لگائے گئے الزام کی طہارت چونکہ باقی تھی تو آپ نے اکراما اور کمال اخلاقیات کی وجہ سے براہ راست عزیز مصر کی بیوی کی خطا کا تذکرہ بھی نہیں فرمایا بلکہ ان خواتین کا تذکرہ فرمایا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے۔ بہر حال عزیز مصر کی بیوی کو سچ بتانا پڑا اور طہارت یوسف علیہ السلام ثابت ہوئی۔

اس مکالمہ کے اہم نکات: جس موضوع پر بات ہو رہی ہو اس پر توجہ مرکوز رکھنا اور دوران گفتگو نا صرف اپنی عزت نفس پر حرف نا آنے دینا بلکہ مقابل کے منصب، اسکی حیثیت اور اس کی اخلاقی اقدار کو بھی داغ دار ہونے سے بچانا۔ جس منصب کے طالب ہوں اس کے لیے اہل ہونا اور جہاں ضرورت ہو وہاں اپنے علم کا اظہار تقوی کے مخالف نہیں ہوتا بلکہ ضروری ہوتا ہے تاکہ لوگوں کو مشکلات میں بچایا جا سکے۔

ہابیل اور قابیل کے مابین مکالمہ

زمین پر انسان کے آباد ہونے کے جلد ہی بعد کا یہ قصہ ہے جس میں دو نوجوان بھائی آپس میں نکاح کے تنازع پر لڑ پڑتے ہیں اور ایک بھائی دوسرے کو قتل کر دیتا ہے۔ قرآن کریم نے ان کے ناموں کے بغیر ہی تذکرہ کیا ہے البتہ کچھ روایات میں ان کے نام ہابیل اور قابیل ذکر کیے گئے ہیں قطع نظر ان روایات کے یا ان کے نام کیا تھے ان دونوں بھائیوں کے درمیان ہونے والا مکالمہ اتنا دلچسپ اور سبق آموز ہے کہ ایک ہی وقت میں یہ ظلم و شر اور تحمل و بردباری اور رواداری کا اعلی نمونہ پیش کرتا ہے۔ جس طرح کہ صاحب ظلال القرآن نے ذکر کیا: **"هذه القصة تقدم نموذجاً لطبيعة الشر والعدوان ونموذجاً كذلك من العدوان الصارخ الذي لا مبرر له.كما تقدم نموذجاً لطبيعة الخيروالسماحة ونموذجاً كذلك من الطيبة والوداعة ."** (سید قطب، 874/2)

اس مکالمہ کا پس منظر دونوں بھائیوں کا قربانی کا پیش کرنا ہے جن میں سے ایک کی قربانی اس کے مبنی بر حق ہونے کی وجہ سے قبول کی گئی اور دوسرے کی اس کے نافرمان ہونے کی وجہ سے رد کی گئی جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے: ﴿وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ﴾ (مائدہ: 27)۔ تفسیر جلالین میں ہے کہ: 'اے محمد ﷺ اپنی قوم پر آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں: ہابیل اور قابیل کی خبر صحیح صحیح تلاوت فرمایئے کہ جب ان دونوں نے اللہ تعالی کے لیے اپنی قربانیاں پیش کیں ہابیل نے مینڈھا اور قابیل نے زراعت پس ان میں سے ہابیل کی قربانی کو قبول کیا گیا کہ آسمانی آگ نے اس کی قربانی کو جلا دیا اور قابیل کی قربانی کو قبول نہ کیا گیا اور وہ غضب ناک ہوا اور ہابیل سے حسد کرنے لگا'۔ (سیوطی اور محلی، 141)

جب آدم علیہ السلام حج کے لیے گئے تو قابیل نے کہا: ﴿قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ﴾ یعنی میری قربانی قبول نہیں ہوئی اس لیے تمہیں ضرور قتل کر دوں گا۔ اس کی قتل کی دھمکی کے باوجود جواب میں ہابیل نے بڑا ہی خوبصورت اور مدلل جواب دیا اور کہا جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ﴾ یعنی تمہاری قربانی کے قبول ہونے کی وجہ تمہارا متقی نا ہونا ہے، گویا ہابیل نے قابیل کی توجہ قتل سے ہٹانا چاہی اور قربانی کی قبولیت کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کی اور اسے کہا کہ تم اپنے ذات کی طرف اور اعمال کی طرف توجہ کرو کہ کیوں تمہاری قربانی قبول نہیں ہوئی؟ جبکہ اللہ تعالی قربانی تو متقین کی ہی قبول فرماتا ہے۔ مزید جب ہابیل نے اس کے ارادے کو بھانپا تو پھر بھی اپنے آپ کو جھگڑے اور فساد سے بچانے کے لیے کہا: ﴿لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَ إِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ وَذَلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ﴾ (مائدہ: 28-29)

"اور اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے مجھ پر ہاتھ چلائے گا تو میں تجھ کو قتل کرنے کے لئے تجھ پر ہاتھ نہیں چلاؤں گا مجھے تو خدائے رب العالمین سے ڈر لگتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تو میرے گناہ میں بھی ماخوذ ہو اور اپنے گناہ میں بھی پھر (زمرہ) اہل دوزخ میں ہو اور ظالموں کی یہی سزا ہے"۔

﴿فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾

"مگر اس کے نفس نے اس کو بھائی کے قتل ہی کی ترغیب دی تو اس نے اسے قتل کر دیا اور خسارہ اٹھانے والوں میں ہو گیا"

مکالمہ کے ارکان

طرف اول: قابیل جب اس نے کہا: ﴿ لَأَقْتُلَنَّكَ ﴾ ۔

طرف ثانی: ہابیل جب اس نے کہا: ﴿قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ وَذَلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ﴾ (مائدہ:27-29)

موضوع: قربانی کا قبول ورد

اسلوب: براہ راست اور بلا واسطہ

ہدف: جہت اول کا ارادہ قتل اور جہت ثانی کا خود کو محفوظ رکھنا

نتیجہ: قتل، ﴿فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾

ماحاصل المکالمہ: ڈاکٹر الزحیلی کے مطابق: ہابیل نے قابیل کو قتل سے نفرت دلانے کے لیے اور اسے اس کے ارادہ قتل سے بچانے کے لیے تین انداز سے کوشش کی، اولا: خوف خدا، ثانیا: دو طرح کے گناہوں کے احساس سے؛ ایک قتل کا اور دوسرا اس کی ذات کا اور ثالثا: آخرت میں جہنمی ہونے کے خوف سے، جبکہ قابیل کے نفس نے اس قتل پر آمادہ کیا، قتل کیا اور خسارے والوں میں شامل ہوا۔

اس مکالمہ کے اہم نکات: بات چیت کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔ مظلوم اگرچہ حق پر بھی ہو تو قتل کی طرف آمادہ نہیں ہونا چاہیے۔ جوانی میں چونکہ انسان یک طرفہ ہی سوچتا ہے تو وہ اکثر فیصلہ غلط کر بیٹھتا ہے۔ اس لیے چاہیے یہ کہ ہم کوئی بھی فیصلہ کرتے ہوئے اس کے نتائج پر نظر رکھیں۔

باغ والے دو دوستوں کے مابین مکالمہ

سورہ الکہف میں نوجوانوں کے کردار کو بہت ہی خوبصورتی سے بیان کیا گیا۔ اصحاب کہف کا کردار، حضرت موسی اور خضر علیہما السلام کی گفتگو اور ان کے مابین ایک نوجوان جو حضرت موسی علیہ السلام کے سفر کا ساتھی تھا کا کردار، ذوالقرنین جو کہ خود ایک نوجوان تھا کا کردار دیکھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہی یہ سارے قصے بین المذاہب ہم آہنگی میں بہت آہم کردار کر سکتے ہیں۔ طوالت سے بچنے کے لئے یہاں سورہ الکہف میں سے ہی دو دوستوں کے مابین ہونے والے ایک خوبصورت مکالمہ کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ یہ مکالمہ مخالف نظریات وعقائد کے حامل دو نوجوانوں کے مابین ہے ۔ جن میں سے ایک کثرت مال و جائیداد کی وجہ سے متکبر ہو کر کفر کرتا ہے تو دوسرا باوجود غربت کے اس کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرتا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے :

﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا رَجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ﴾ (کہف:33)

"اور ان سے دو شخصوں کا حال بیان کرو جن میں سے ایک ہم نے انگور کے دو باغ (عنایت) کئے تھے اور ان کے گردا گرد کھجوروں کے درخت لگادیئے تھے اور ان کے درمیان کھیتی پیدا کردی تھی۔ دونوں باغ (کثرت سے) پھل لاتے۔ اور اس (کی پیداوار) میں کسی طرح کی کمی نہ ہوتی اور دونوں میں ہم نے ایک نہر بھی جاری کر رکھی تھی"۔

﴿ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ هَذِهِ أَبَدًا وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُدِدْتُ إِلَى رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِنْهَا مُنْقَلَبًا ﴾ (کہف:34-36)

"اور (اس طرح) اس (شخص) کو (ان کی) پیداوار (ملتی رہتی) تھی تو (ایک دن) جب کہ وہ اپنے دوست سے باتیں کر رہا تھا کہنے لگا کہ میں تم سے مال و دولت میں بھی زیادہ ہوں اور جتھے (اور جماعت) کے لحاظ سے بھی زیادہ عزت والا ہوں۔ اور (ایسی شیخیوں) سے اپنے حق میں ظلم کرتا ہوا اپنے باغ میں داخل ہوا۔ کہنے لگا کہ میں نہیں خیال کرتا کہ یہ باغ کبھی تباہ ہو۔ اور نہ خیال کرتا ہوں کہ قیامت برپا ہو۔ اور اگر میں اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا بھی جاؤں تو (وہاں) ضرور اس سے اچھی جگہ پاؤں گا"۔

﴿قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَوَلَدًا فَعَسَى رَبِّي أَنْ يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا﴾ (کہف:37-41)

"تو اس کا دوست جو اس سے گفتگو کر رہا تھا کہنے لگا کہ کیا تم اس (خدا) سے کفر کرتے ہو جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر تمہیں پورا مرد بنایا۔ مگر میں تو یہ کہتا ہوں کہ خدا ہی میرا پروردگار ہے اور میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ اور (بھلا) جب تم اپنے باغ میں داخل ہوئے تو تم نے ماشاءاللہ لا قوۃ الا باللہ کیوں نہ کہا۔ اگر تم مجھے مال و اولاد میں اپنے سے کمتر دیکھتے ہو۔ تو عجب نہیں کہ میرا پروردگار مجھے تمہارے باغ سے بہتر عطا فرمائے اور اس (تمہارے باغ) پر آسمان سے آفت بھیج دے تو وہ صاف میدان ہو جائے۔ یا اس (کی نہر) کا پانی گہرا ہو جائے تو پھر تم اسے نہ لا سکو"۔

﴿ وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَى مَا أَنْفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا وَلَمْ تَكُنْ لَهُ فِئَةٌ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا ﴾ (کہف:42-44)

"اور اس کے میووں کو عذاب نے آگھیرا اور وہ اپنی چھتریوں پر گر کر رہ گیا۔ تو جو مال اس نے اس پر خرچ کیا تھا اس پر (حسرت سے) ہاتھ ملنے لگا اور کہنے لگا کہ کاش میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا۔ (اس وقت) خدا کے سوا کوئی جماعت اس کی مددگار نہ ہوئی اور نہ وہ بدلہ لے سکا۔ یہاں (سے ثابت ہوا کہ) حکومت سب خدائے برحق ہی کی ہے۔ اسی کا صلہ بہتر اور (اسی کا) بدلہ اچھا ہے"۔

مکالمہ کے ارکان

طرفِ اول: فاسق اور متکبر دوست جب اس نے کہا: ﴿ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ هَذِهِ أَبَدًا وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُدِدْتُ إِلَى رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِنْهَا مُنْقَلَبًا ﴾ ۔

طرفِ ثانی: نیک اور صالح دوست جب اس نے کہا: ﴿قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَوَلَدًا فَعَسَى رَبِّي أَنْ يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا ﴾

موضوع: اللہ کا شکر

اسلوب: براہ راست اور بلا واسطہ

ہدف: ثبوت حاکمیت الٰہی، ﴿هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا﴾

نتیجہ: فاسق کا رجوع الی اللہ، ﴿ وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا ﴾ ۔اپنے دوست کی گفتگو سے نہیں بلکہ ذاتی نقصان کے بعد۔

ماحاصل المکالمہ: مال و دولت کی کثرت اگرچہ بری نہیں لیکن اگر کثرت مال تکبر پر ابھار دے تو یہ نا صرف اس بندے کے مرتبہ کی خرابی کا سبب بنتی ہے بلکہ وہ مال بھی ایک دن خاکستر ہو جایا کرتا ہے۔

اس مکالمہ کے اہم نکات: بات چیت اور مکالمہ کا مقصد ہی کسی کو اچھا مشورہ دینا ہوتا ہے اور سلیم الفطرت انسان تو نیک نیتی سے دیے گئے مشورہ کو قبول کر لیتا ہے اور کامیاب بھی ہو جاتا ہے، جبکہ متکبر اور ضدی اپنے خیر خواہ کو پہچان بھی نہیں سکتا اور نہ ہی مشورہ قبول کرتا ہے۔آخر کار وہ اپنی دھن و دولت، مال و جائیداد اور مقام و مرتبہ ضائع کر بیٹھتا ہے۔ایک دن کف افسوس ملنے کے علاوہ اس کے پاس کچھ بھی نہیں بچتا۔

## نوجوانوں کا کردار اور تعاون

کوئی بھی معاشرہ نوجوانوں کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا اور اگر نوجوان اپنی معاشرتی اقدار (values) سے بہرہ ور نا ہوں یا زینت علم حقیقی سے مزین نا ہوں تو وہ نا صرف اپنے معاشرے کے لیے، بلکہ بین الاقوامی یا بین المذاہب ہم آہنگی میں اپنا کردار مؤثر انداز میں ادا نہیں کر سکیں گے۔لہذا نوجوانوں کو اور خاص طور پر ایک مسلم نوجوان کو بقول اقبال رحمۃ اللہ :

" کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے "(اقبال، 207)

کے تحت اپنے اس کردار کو متعین کر لینا چاہیے۔بین المذاہب ہم آہنگی میں پائیدار تعاون میں اہم کردار یقیناً مکالمہ کا ہے اور یہ تبھی کامیاب ہو گا جب نوجوان اس میں اپنا کردار ادا کریں گے۔نوجوانوں کو اپنی بات چیت اور گفتگو کو پر اثر بنانے کے لیے اور بین المذاہب ہم آہنگی کے لیے مکالمہ کے جن آداب کا علم ہونا چاہیے یا انہیں اپنانا ہو گا؛ ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

اسلامی عقائد و نظریات میں ثقہ ہوں: قرآن پاک ﴿هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى ﴾"(البقرہ، 185)کے مطابق ساری دنیا کے لوگوں کا رہنما ہے جس کے اندر ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں۔اس لیے اسلامی مذہبی عقائد و نظریات کامیابی کی دلیل ہیں۔ایک نوجوان مسلمان کو مذاہب

عالم کے ساتھ گفتگو میں مختلف نظریات کے حامل لوگوں سے واسطہ پڑ سکتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اولا اپنے عقائد و نظریات سے خوب واقفیت بھی رکھتا ہو اور ان پر پختہ بھی ہو۔

جدید دور کے تقاضوں کا سمجھتے ہوں: عصر حاضر سائنس، ٹیکنالوجی اور سوشل میڈیا کی وجہ سے گلوبلائزیشن کی طرف جا چکی ہے، لہذا آج کے نوجوان کو جدید دور کے تقاضوں سے خوب واقفیت ہونی چاہیے۔ جس کی مثال ہم نے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کے مکالمہ میں دیکھ چکے ہیں۔ جب آپ علیہ السلام نے اپنی خدمات پیش فرمائیں تو اس وقت کی جدید ترین سوچ کو بروئے کار لاتے ہوئے نا صرف مستقبل کی مشکلات کی طرف اشارہ کیا بلکہ اناج کو محفوظ رکھنے کا طریقہ بھی بیان فرمایا اور ولنٹیریلی ( voluntarily) اپنی خدمات پیش فرمائیں۔ اس لئے آج کے مسلمان نوجوان کو چاہیے کہ وہ آج کے جدید دور ( Modern era) کے تقاضوں کو سمجھے اور اپنا کردار مثبت انداز میں ادا کرے تاکہ آج کی دنیا پر امن بھی ہو اور خوشحال بھی۔

گفتگو مدلل اور مختصر کرتے ہوں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أُوتِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَاخْتَصَرَ لِيَ الْحَدِيثَ اخْتِصَارًا (نیشاپوری، 523) کہ مجھے جامع الفاظ دیے گئے اور میرے لیے حدیث کو مختصراً بیان کیا گیا۔ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنھما نے ارشاد فرمایا: "خير الْكَلَام مَا قل وَدلّ وَلم يطلّ فيمل" (امیر باشا الحنفی، ر7/1) بہترین کلام وہ ہے جو کم ہو لیکن مقصد کی طرف راہ نمائی کرتا ہو اور اتنا طویل نہ ہو کہ طبیعت اکتا جائے۔ یہ وہ بنیادی اصول ہے جو نا صرف عمومی گفتگو میں اپنانا چاہیے بلکہ ہمارے روز بروز ہونے والے مکالموں میں بھی۔ مدلل گفتگو ہی کامیابی کی علامت ہے اور گفتگو جتنی مدلل اور مختصر ہو گی مکالمہ جلد ہی کسی نا کسی نتیجہ تک پہنچے گا و گرنہ یہ محض شور ہو گا، اور ممکن ہے یہ مجادلہ میں تبدیل ہو جائے۔

موضوع کے انتخاب کی اہمیت سے واقفیت ہوں: مکالمہ کے لیے موضوع کا انتخاب اہمیت کا حامل ہوتا ہے، اس کے بعد متکلم میں یہ استعداد بھی ہو کہ وہ اس موضوع سے مکمل متعارف ہو، دلائل عقلی و نقلی سے خوب واقف ہو، تب ہی وہ ایک مؤثر کردار ادا کر سکے گا۔

خلوص نیت ہو: دوران مکالمہ نیت کا خالص ہونا بہت ضروری ہے؛ کسی بھی قوم کی ثقافت، تہذیب اور علاقہ بھی اہمیت کا حامل ہوتا ہے لیکن رضائے الٰہی سے بہتر نہیں ہو سکتا، لہذا ایک متکلم کو چاہیے کہ وہ دوران گفتگو مخلص رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾۔ (نساء: 114)

"ان لوگوں کی بہت سی مشورتیں اچھی نہیں ہاں (اس شخص کی مشورت اچھی ہو سکتی ہے) جو خیرات یا نیک بات یا لوگوں میں صلح کرنے کو کہے اور جو ایسے کام خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرے گا تو ہم اس کو بڑا ثواب دیں گے "

مکالمہ مسلسل ہونا چاہیے: اگر بات چیت اور گفتگو کا سلسلہ بند ہو جائے تو بدگمانی پیدا ہوتی ہے جیسا کی حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی ان سے ہوئی اور جس کے نتیجے میں انھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے حسد کیا، خود بھی مصیبت میں پڑے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی مشکل میں ڈالا، لہذا عصر حاضر میں بھی مختلف مذاہب کے درمیان مکالمہ کا راستہ بند نہیں ہونا چاہیے۔

اچھا سامع ہونا چاہیے: ایک اچھا متکلم وہی ہو گا جو اچھا سامع ہو گا۔ دوران مکالمہ چاہیے کہ وہ جہت ثانی کو توجہ سے سننے کی اہلیت رکھتا ہو، اور اس کو بولنے کا موقع دے تاکہ وہ اپنے دلائل بیان کر سکے۔ توجہ کیسے حاصل کر سکتا ہے اس کے بنیادی عناصر میں سامع کے اچھی سماعت، اسکی نظر، اسکا چہرہ، اس کے دل و دماغ کا متوجہ ہونا، اعضائے جسم کا بلاوجہ متحرک نا ہونا اور جواب دینے میں تعجیل نا کرنا شامل ہیں۔

زبان اور لہجہ سے واقف ہو: انسان تقریبا پوری دنیا میں آباد ہے اور کسی نا کسی مذہب سے اپنا رشتہ استوار کے ہوئے ہے اس لئے اس مذہب کی بنیادی زبان اور اس قوم کے لہجے سے واقفیت مکالمہ کو خوبصورت بنائے گی اور ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہونے میں مدد و معاون ثابت ہو گی۔

شخصی خصوصیات: مکالمہ کی اصل خوبصورتی تو متکلمین کی آواز ہی ہوتی۔ آواز جتنی خوبصورت اور واضح ہو مکالمہ اتنا ہی پر اثر ہو گا۔ اسی طرح دوران مکالمہ الفاظ کا انتخاب معیاری ہو، ذو معنی الفاظ سے اجتناب برتا جائے، خود کلامی نا ہو اور نا ہی اپنا چہرہ دوسری طرف پھیرا جائے۔ جہت ثانی کی حیثیت و شخصیت کے مطابق گفتگو کی جائے۔

## نتائج

1۔ مکالمہ دو یا دو سے زیادہ افراد کے درمیان محدد موضوع پر حصول نتیجہ کے لیے بامقصد بالواسطہ یا بلاواسطہ گفتگو کا نام ہے۔

2۔ باہم بات چیت تو انسان کی جبلت میں شامل ہی ہے مگر کامیاب مکالمہ وہ ہوتا ہے جو مخصوص موضوع پر ہو، گفتگو مدلل اور طرفین ایک دوسرے کے دلائل کا احترام کرتے ہوں تاکہ پر اثر نتائج سامنے آسکیں۔

3۔ ہابیل اور قابیل کا مکالمہ ایک دوسرے کے حقوق تسلیم نا کرنے کی وجہ سے قتل ناحق پر ختم ہو۔

4۔ باغوں والے دو دوستوں کے مابین مکالمہ میں نیک مشاورت کو صرف نظر کرنا ذلت و خواری کا سبب بنا۔

5۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا مابین گفتگو اگرچہ طویل مدت پر محیط ہے لیکن جب غلطی کا احساس ہو گیا تو نتیجہ امن و آشتی کا نکلا۔

6۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور عزیز مصر کے مابین ہونے والا مکالمہ بھی دور حاضر کے لیے بنیادی اصول وضع کرتا ہے کہ گفتگو وہی شخصیت کرے جسے کے پاس علم ہے اور جاہ و منصب کا بھی وہی طالب ہو یا پھر اسی کو دیا جائے جو اس کا اہل ہے۔

سفارشات و تجاویز

1۔ بغیر علم اور اہلیت کے کی گئی گفتگو کبھی بھی بامقصد نہیں ہو سکتی اس لیے مختلف مذاہب کے مابین ہونے والے مکالمے بھی تب کامیاب ہوں گے جب ان کے intellectuals آپس میں گفتگو کریں گے۔

2۔ ہماری جامعات اور مذہبی مدارس میں باقاعدہ طور پر 'مکالمہ اور آداب مکالمہ' کے عنوان سے باقاعدہ مضمون کے طور پر متعارف ہونا چاہیے۔

3۔ مذہبی اور بنیادی اصولوں پر گفتگو صرف وہی لوگ کریں جن کے پاس استعداد ہو تاکہ مکالمہ بامقصد نتائج پر منتج ہو۔

4۔ بین المذاہب ہم آہنگی اور مکالمہ کے لیے مناسب فورم تشکیل دیا جائے جو ایک دوسرے کی اقدار کا احترام بھی کرے۔

5۔ حکومتی عہدے اور مناصب بھی انہیں لوگوں کو دیئے جانے چاہییں جو ان کے اہل ہوں اور بین الاقوامی اور بین المذہب ہم آہنگی کا پرچار کرتے ہوں تاکہ یہ دنیا واقعتاً صلح اور امن کا گہوارہ بن سکے۔

## مصادر و مراجع

البقرہ

Al Baqara

آل عمران

Aal Imran

النساء

Al Nisa

المائدہ

Al Maida

یوسف

Yousuf

الکہف

Al Kahaf

الانشقاق

Al Inshiqaq

ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، أبو الفضل، جمال الدين ابن منظور الأنصاري الرويفعى الإفريقى (المتوفى: 711ھ-) لسان العرب، (دار صادر – بيروت الطبعة: الثالثة-1414ھ-) 217:4

Ibn Manzoor Al Afriqi, Lisan al Arab, Dar Dadir , Beirut, Lebanon 1414H

علامہ محمد اقبال، کلیات، اکادمی، 2018 لاہور

Allama Muhammad Iqbal, Kuliyat, Bang e Dara, Academy, 2018, Lahore

امیر باشا الحنفی، تیسیر التحریر، الناشر: مصطفى البابي الْحلَبِي - مصر (1351ھ–1932م)

Amir Basha Hanafi, Taisir al Tahrir, Musta Babi Al Halabi, Egypt, 1932

ابن كثير، أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (774ھ) تفسير القرآن العظيم (دار طيبة للنشر والتوزيع، الطبعة: الثانية 1420ھ–1999م)

Ibn Kathir, Tafsir Al Quran Al Azim, Dar Al Taiba, Lil Nashr Wa Al Tozie, 1999

مسلم، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261ھ-)، صحيح مسلم (المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت)

Neshapuri, Shahih Muslim, Dar Ihya Al turath Al Arabi, Beirut, Lebanon

محمد راشد دیماس، فنون الحوار والإقناع، (دار حزم (1420ھ-1999م)

Dimash, Muhammad Rashid, Fan ul Hiwar, Dar Hazm, 1999

ابن حمید صالح بن عبداللہ، دار الأندلس الخضراء، معالم فی منہج الدعوۃ (جدۃ، الطبعۃ: الأولی (1420ھ-1999م)

Ibn Hamid, Salih Abdullah, Ma'alim fi Manhaj al Da'wah, Dar Andlus Al Khadra, Jedda, KSA, 1999

عبدالرحمان النحلاوي، أصول التربیۃ الإسلامیۃ وأسالیبھا، (دار الفکر دمشق الطبعۃ: الثاني (1995م):206

Nahlawi, Usul Al Tarbiyah Al Islamia Wa Asalibuha, Dar Al Fikr Damascus, Syria, 1995

البیھقي، أبو بکر، أحمد بن الحسین بن علي بن موسی الخُسْرَوْجِردي الخراساني، (المتوفی: 458ھ)، شعب الإیمان (الناشر: مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع بالریاض)

Behiqi, Abu Bakar, She'ab Al Iman, Maktabah Al Rushd Riadh, KSA.

البخاري، أبو عبداللہ محمد بن إسماعیل (المتوفی: 256ھ) صحیح البخاري (الناشر: دار طوق النجاۃ)، 3:7

Bukhari, Muhammad Bin Ismail, Sahih Al Bukhari, Dar Toq al Najah, Beirut, Lebanon

سید قطب إبراھیم حسین الشاربي (المتوفی: 1385ھ)، في ظلال القرآن (الناشر: دار الشروق - بیروت - القاھرۃ)

Syed Qutub, Fi Zilal Al Quran, Dar Al Shuruq, Beirut, Cairo, Egypt.